۲۔ ضمیر کی آواز

حامد حسن قادری

پہلی بات : ایمان کے مضبوط ہونے کی یہ پہچان بتائی گئی ہے کہ جب کوئی شخص کسی برائی کو دیکھے تو اسے اپنے ہاتھوں سے روکے یہ ممکن نہ ہو تو اسے زبان سے روکے اور یہ بھی نہ ہو پائے تو اس کام کو دل سے برا سمجھے۔ برائی کا احساس انسان کو برے کام سے روکتا ہے۔ اسے ضمیر کی آواز بھی کہا جاتا ہے۔ جو لوگ برائی کے خلاف اپنے اندر اُبھرنے والی اس آواز کو دبا کر دنیا کے فائدے حاصل کرتے ہیں انھیں 'ضمیر فروش' کہا جاتا ہے۔ ذیل کی کہانی انسان کے اندر اُبھرنے والی اسی ضمیر کی آواز پر مبنی ہے۔

جان پہچان : حامد حسن قادری ۱۸۸۷ء میں بچھراواں، ضلع مرادآباد (یوپی) میں پیدا ہوئے۔ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد وہ بڑودہ میں فارسی کے استاد مقرر ہوئے۔ ۱۹۲۷ء سے ۱۹۴۵ء تک سینٹ جانس کالج، آگرہ میں انھوں نے اُردو اور فارسی کے لیکچرر کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ ۱۹۵۲ء میں وہ ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔ تحقیق، تنقید اور تاریخ نگاری کے ساتھ ساتھ انھوں نے افسانے بھی لکھے۔ 'داستانِ تاریخِ اُردو، تاریخ و تنقیدِ ادبیاتِ اُردو، 'صید و صیاد' وغیرہ ان کی مشہور کتابیں ہیں۔ ذیل کا افسانہ ان کے افسانوں کے مجموعے 'صید و صیاد' سے لیا گیا ہے۔ ۶؍ جون ۱۹۶۴ء کو کراچی میں ان کا انتقال ہوا۔

مشہوٗد کی تمام رات نہایت کرب و اضطراب میں گزری تھی۔ صبح کو ملازم نے اخبار لا کر دیا۔ مشہوٗد نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے اخبار کھولا اور خبروں کے کالم پر نظر دوڑائی۔ یکایک ایک ہلکی سی چیخ اس کے منہ سے نکل گئی۔ اس سرخی پر اس کی نظر تھی: 'ایک بچہ موٹر سے کچل گیا' وہ واقعے کی تفصیل پڑھنے سے ڈرتا تھا۔ اخبار کو موڑ توڑ کر پھینکنے ہی والا تھا کہ اسے کچھ خیال آ گیا۔ اس نے اخبار کو سیدھا کیا۔ خبر یوں تھی :

"کل تین بجے سہ پہر کو عالم نگر کی سڑک پر ایک چار برس کا بچہ موٹر سے ٹکرا گیا۔ موٹر ایسی تیزی سے نکل گئی کہ اس کا نمبر نوٹ نہ کیا جا سکا۔ بچہ مستری خداداد مرحوم کا تھا۔ زخمی بچے کو اس کی ماں کے پاس مکان نمبر ۷۵، واقع گنج پور پہنچا دیا گیا لیکن دو گھنٹے کے بعد اس کا انتقال ہو گیا۔"

مشہوٗد دیر تک سر پکڑ کر بیٹھا رہا، پھر خود بخود کہنے لگا، "تو میں اس کا قاتل ہوں۔ مجھے اسی انجام کا اندیشہ تھا۔ کل سے کتنی مرتبہ ارادہ کیا کہ حادثے کی جگہ پر پہنچ کر تحقیقات کروں کہ میری کار سے جو بچہ ٹکرایا تھا، اس کا حشر کیا ہوا، کون تھا اور کس کا تھا؟ لیکن جانے کی ہمّت نہ ہوئی۔ آخر اب معلوم ہو گیا؛ لیکن کیا کروں۔ کیا اس کے گھر جاؤں؟ اس کی ماں سے اپنے جُرم کا اِقبال کروں؟ اس بدنصیب کی تباہ حالت اپنی آنکھوں سے دیکھوں؟ اس کی لعنت و ملامت، غصہ و نفرت کا ہدف بنوں اور اپنے کیے کی سزا بھگتوں؟ یہی ہونا چاہیے لیکن کیا مجھ میں اس کی ہمّت ہے؟"

یکایک مشہوٗد نے زور سے گھنٹی بجائی۔ ملازم آیا۔ مشہوٗد نے کہا، "فوراً اسباب باندھو۔ میں بمبئی جا رہا ہوں۔" اس نے طے کر لیا کہ اس شہر سے چلے جانا چاہیے۔ یہ بھید کسی کو معلوم نہیں لیکن یہ کانٹا دل میں کھٹکتا رہے گا۔ کہیں دور چلا جاؤں۔ بمبئی کی دلچسپیوں میں

یہ چبھن محسوس نہ ہوگی۔ ضمیر کی آواز دب جائے گی۔ یہ سوچ کر تجوری میں سے نوٹوں کی ایک گڈّی نکال کر واسکوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ لی اور اُٹھ کھڑا ہوا کہ چل کر دوستوں سے رخصت ہو آؤں۔ چوک سے گزرا تو اتّفاق سے کوئی میلہ تھا۔ بچے کھلونے، مٹھائیاں لیے ہوئے آ جا رہے تھے۔ بچوں کو دیکھ کر مشہوٗد کے دل پر ایک چوٹ لگی اور وہی کل کا بچہ اسے یاد آ گیا۔ ”خدا جانے وہ بچہ کس شکل کا تھا، گورا تھا یا کالا؟ خوب صورت یا بدصورت؟“ مشہوٗد یوں ہی چکر لگا تا جا رہا تھا کہ یکایک ایک جگہ ٹھہر گیا۔ ادھر ادھر نظر ڈال کر دل ہی دل میں کہنے لگا، ”یہ تو گنج کا محلّہ ہے۔ یہیں کہیں اس کا گھر ہوگا۔ کیا نمبر تھا؟ .... پچھتّر۔“ سامنے کی گلی میں لوگ بہت آ جا رہے تھے۔ ”اس کے عزیز رشتے دار آتے جاتے ہوں گے۔ میں بھی چلوں۔“ یہ سوچ کر وہاں سے آگے بڑھ گیا اور تیزی سے قدم بڑھاتا ہوا چلا۔ اب مشہوٗد کے چہرے پر سکون، چال میں استقلال اور دل میں ہمت تھی۔ مکان نمبر ۷۵ پر پہنچ کر اس نے زنجیر ہلائی۔ ایک بوڑھی عورت دروازے پر آئی۔

مشہوٗد : مستری خداداد مرحوم کی بیوہ اسی مکان میں رہتی ہیں؟

بڑھیا: آئیے، آپ بیٹھک میں آ جائیے۔ میں بلاتی ہوں۔ وہ بچّے کے پاس بیٹھی ہیں۔

بیٹھک میں زنانے مکان کا دروازہ تھا۔ ذرا سی دیر میں دروازے کے پاس سے آواز آئی، ”آپ نے مجھے بلایا تھا؟ آپ کون ہیں؟ مجھ سے کیا کام ہے؟“

مشہوٗد کا کلیجا اُچھلنے لگا۔ آواز میں حُزن و اندوہ کا اثر ہے۔ ابھی رو کر اُٹھی ہوگی۔ اس پر مصیبت کا پہاڑ میں نے توڑا ہے۔ اس عورت نے پھر کہا، ”آپ کون ہیں؟“

مشہوٗد : سنو! جو کچھ ہونا تھا ہو گیا۔ اب بدلا نہیں جا سکتا۔ اور میں جو کچھ کہنے آیا ہوں، اس سے تمھارے صدمے کی تلافی نہیں ہو سکتی۔ تمھاری زندگی اس بچّے کے دَم سے تھی۔ وہ نہ رہا تو اب تمھارے لیے دنیا میں کیا رہا۔ پھر بھی میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تم جو رقم چاہو مقرر کر کے مجھے بتا دو۔ میں ہر مہینے تمھیں پہنچاتا رہوں گا۔

عورت : میں نہیں سمجھی آپ کیا کہہ رہے ہیں! اس مرتبہ آواز میں حیرت تھی۔ کوئی برہمی اور برافروختگی نہ تھی۔

مشہوٗد : بی بی! مجھے خدا نے بہت کچھ دیا ہے۔ میں ہر رقم خوشی سے دے سکتا ہوں اور جب تک تمھاری کوئی خدمت نہ کروں گا، میرے دل کو اطمینان نہ ہوگا۔

عورت : میاں! اللہ آپ کو بہت سا دے، میرا بچہ سلامت ہے۔

مشہوٗد کو اپنے کانوں پر یقین نہ آیا کہ کیا سن رہا ہے۔ متحیّر رہ گیا۔

مشہوٗد : (لرزتی ہوئی آواز سے) بچہ سلامت ہے! میں نے اخبار میں پڑھا...

عورت : مجھ سے آج صبح لوگ کہتے تھے کہ اخبار میں چھپ گیا ہے لیکن وہ خبر غلط ہے۔ بے شک لڑکا موٹر سے ٹکرا کر گر پڑا تھا لیکن چوٹ سے زیادہ دہشت سے بے ہوش ہو گیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں چوٹ جلدی اچھی ہو جائے گی۔

مشہوٗد کو ایسا معلوم ہوا جیسے کسی نے اس کو موت کے چنگل سے چھڑا لیا ہو۔ خوشی کے مارے اس کے آنسو نکل آئے۔ کانپتی ہوئی آواز کو سنبھالتے ہوئے بولا، ”کچھ حرج نہ ہو تو مجھے بچہ دِکھا دو۔“

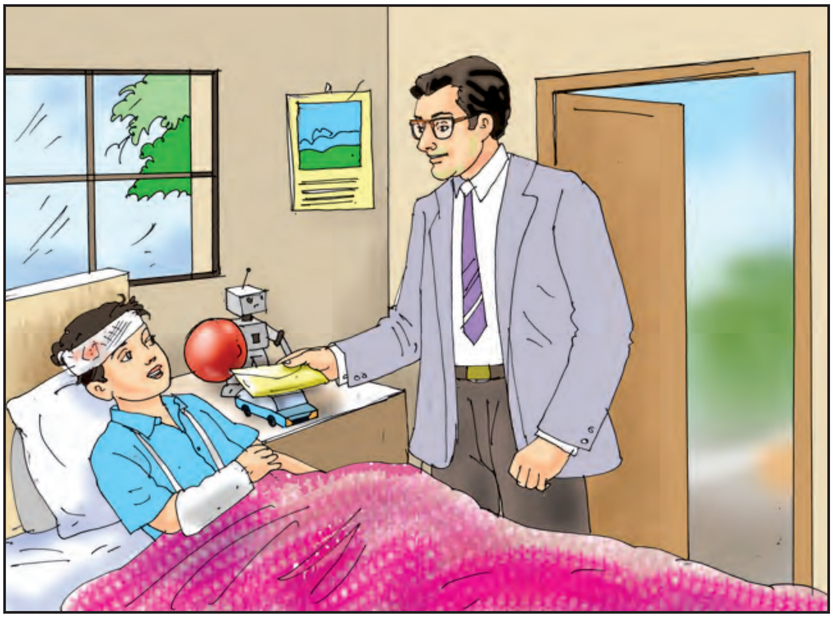

عورت : بہت اچھّا، میں ہٹی جاتی ہوں۔ اندر آجائیے۔

مشہؤد اندر گیا تو دیکھا کہ دالان میں ایک خوب صورت گورا چٹّا بچہ پلنگ پر لیٹا کھلونوں سے کھیل رہا ہے۔ اس کا سر اور ایک ہاتھ پٹّیوں سے بندھا ہوا ہے۔ اس کو دیکھ کر مشہؤد کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور پھر خیال آیا کہ اگر میں ضمیر کی آواز کو دبا دیتا اور ادائے فرض کی پروا نہ کرتا تو یہاں تک نہ آتا۔ اس حقیقت سے بے خبر رہتا اور ساری عمر اپنے آپ کو قاتل اور بزدل سمجھتا رہتا اور ہمیشہ اپنے اوپر نفریں کرتا۔

مشہؤد : بیٹے ! کیسے ہو؟ خیریت سے تو ہو نا؟ کیسے اچھے کھلونے ہیں، کہاں سے لائے؟

بچہ : آپ کون ہیں؟ ڈاکٹر صاحب تو نہیں؟ اب میرا ہاتھ نہ کھولنا۔

مشہؤد : نہیں میاں، ڈاکٹر نہیں ہوں۔ تمھارے ابا کا دوست ہوں۔ لو، دیکھو، اس میں کیا ہے۔

مشہؤد یہ کہتا ہوا نوٹوں کی گڈّی سے بھرا لفافہ بچے کے ہاتھ میں دے کر دروازے کی طرف چل دیا۔

معانی واشارات

کرب	غم، رنج، تکلیف	حزن واندوہ	رنج،غم
اضطراب	بے چینی	تلافی ہونا	کمی پوری ہونا
اقبال کرنا	قبول کرنا، مان لینا	برہمی	ناراضگی
ہدف	نشانہ	برافروختگی	غصہ
کلیجا اُچھلنا	گھبراہٹ ہونا	نفریں کرنا	لعنت بھیجنا

سبق کا بغور مطالعہ کیجیے اور ذیل کی سرگرمیوں کو ہدایات کے مطابق مکمل کیجیے۔

➤ 'جان پہچان' کی مدد سے مصنف کا شکلی خاکہ مکمل کیجیے۔

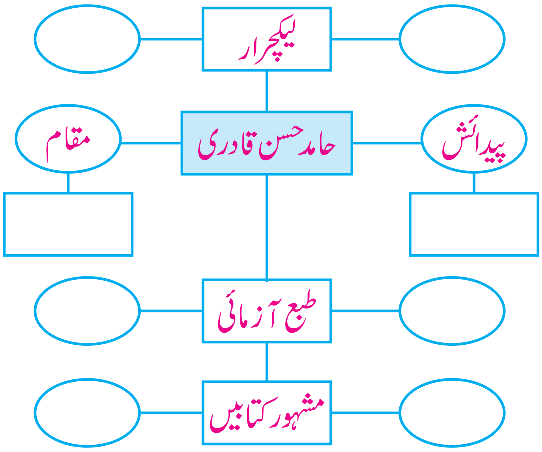

➤ اخبار میں شائع شدہ واقعے سے متعلق رواں خاکہ مکمل کیجیے۔

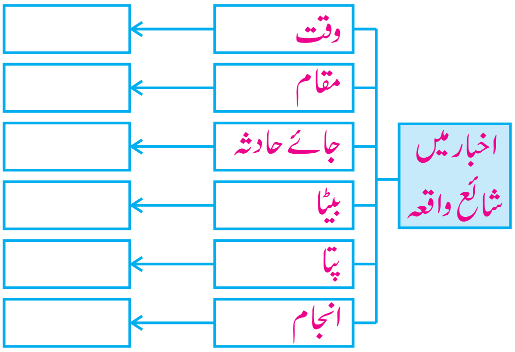

➤ ایک جملے میں جواب لکھیے۔

۱۔ اخبار میں کون سی خبر درج تھی؟
۲۔ خبر پڑھ کر مشہوُد کے منہ سے چیخ کیوں نکل گئی؟
۳۔ مشہوُد اپنے آپ کو بچے کا قاتل کیوں سمجھ رہا تھا؟
۴۔ خبر پڑھ کر مشہوُد نے کیا طے کیا؟
۵۔ بچہ کس وجہ سے بے ہوش ہوا تھا؟
۶۔ بچے کی ماں سے ملنے کے بعد مشہوُد پر کیا راز کھلا؟
۷۔ مشہوُد اندر گیا تو کیا دیکھا؟

➤ مختصر جواب لکھیے۔

۱۔ مشہوُد کی تمام رات نہایت کرب و اضطراب میں کیوں گزری؟
۲۔ خبر پڑھنے کے بعد مشہوُد اپنے آپ سے کیا کہنے لگا؟
۳۔ اخبار میں شائع خبر اور واقعے میں کیا فرق تھا؟
۴۔ اگر مشہوُد اپنے دل کی آواز پر عمل نہ کرتا تو اس کا انجام کیا ہوتا؟

➤ مفصل جواب لکھیے۔

۱۔ مشہوُد کے دل پر چوٹ لگنے کی وجہ تحریر کیجیے۔
۲۔ ”میں نہیں سمجھی، آپ کیا کہہ رہے ہیں!“ عورت کے اس بیان کو سبق کے حوالے سے واضح کیجیے۔

➤ خبر پڑھنے کے بعد مشہوُد کے ذہن میں کیا خیالات پیدا ہوئے؟

➤ سبق کے جن حصوں اور جملوں کو آپ ضمیر کی آواز خیال کرتے ہیں، انھیں نقل کیجیے۔

بول چال

➤ مندرجہ ذیل محاوروں کا مطلب لکھیے اور جملوں میں استعمال کیجیے۔

۱۔ حشر ہونا　　۲۔ دل میں کانٹا کھٹکنا
۳۔ کلیجا اُچھلنا　　۴۔ مصیبت کا پہاڑ ٹوٹنا

➤ قتل کرنے والا 'قاتل' فاعل ہے، اس کی مدد سے مفعول بنائیے۔

➤ جملوں کی قسم پہچانیے۔

۱۔ ممبئی کی دلچسپیوں میں یہ چبھن محسوس نہ ہوگی۔
۲۔ یہ سوچ کر وہ وہاں سے آگے بڑھ گیا اور تیزی سے قدم بڑھاتا ہوا چلا۔
۳۔ کیسے اچھے کھلونے ہیں، کہاں سے لائے؟

تلاش و جستجو

➤ سبق سے 'واوِ عطف' کی چار مثالیں تلاش کر کے لکھیے۔

۱۔ ....　　۲۔ ....
۳۔ ....　　۴۔ ....

زورِ قلم

➢ **درج ذیل نکات کی مدد سے حادثے کی خبر تحریر کیجیے۔**

چھٹی کی گھنٹی بجی ...... طلبہ شور کرتے ہوئے میدان سے نکلے ...... ایک بچہ دوڑتا ہوا سڑک پار کرنے لگا ...... اچانک ایک تیز رفتار اسکوٹر آیا ......

آئیے، زبان سیکھیں

کے اور کہ

ذیل کی مثالیں دیکھیے :

ہاتھی کے دانت، بادشاہ کے سپاہی ، رانی کے زیور، موسم کے رنگ وغیرہ

ان اضافی ترکیبوں میں 'کے' دو اسموں کے اضافی رشتے کو ظاہر کرتا ہے۔ اسے **حرفِ اضافت** کہتے ہیں۔

اب ذیل کی مثالوں کو پڑھیے۔

۱۔ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ ہم لوگوں میں سب سے بہتر فیصلہ کرنے کی صلاحیت حضرت علیؓ میں ہے۔

۲۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ آپ اوّل نمبر سے کامیاب ہوں۔

ان مثالوں میں حرف 'کہ' دو جملوں کو جوڑنے کے لیے آیا ہے، اس لیے اسے **حرفِ عطف** کہتے ہیں۔ دوسری مثال میں کہا گیا ہے: ہم دعا کرتے ہیں، پھر اس جملے کے بعد بیان کیا گیا ہے کہ کیا دعا کرتے ہیں۔ حرف 'کہ' یہاں بیان کے لیے آیا ہے اس لیے 'کہ' کو **کافِ بیانیہ** بھی کہا جاتا ہے۔

➢ **ذیل کے جملوں کو مناسب حرفِ عطف سے جوڑیے۔**

۱۔ موٹر ایسی تیزی سے نکل گئی .... اس کا نمبر نوٹ نہ کیا جاسکا۔

۲۔ مشہود اندر گیا تو دیکھا .... دالان میں ایک خوبصورت بچہ پلنگ پر لیٹا ہے۔

NLHWS4

تاریخ کے جھروکے سے

اُردو زبان کے چند اہم ابتدائی اخبارات

- برصغیر ہند و پاک کا پہلا اُردو اخبار **'جامِ جہاں نما'** تھا جسے 'ہری ہردت' نے کلکتہ سے جاری کیا تھا۔ ۲۷/ مارچ ۱۸۲۲ء کو اس کا پہلا ایڈیشن منظرِ عام پر آیا تھا۔ کچھ عرصے بعد چند ناگزیر حالات کی بنا پر اسے فارسی زبان میں منتقل کردیا گیا۔
- مولوی محمد باقر کی ادارت میں نکلنے والا **'دہلی اُردو اخبار'** اُردو کا ایک اہم اخبار تھا جو ۱۸۳۵ء میں جاری کیا گیا۔ ابتدا میں اس کا نام 'اخبارِ دہلی' تھا جسے ۱۸۴۰ء میں بدل کر 'اُردو دہلی اخبار' کردیا گیا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں اس اخبار نے نمایاں کردار ادا کیا۔
- **'اَودھ پنچ'** اُردو کا مزاحیہ ہفت روزہ تھا جسے 'منشی سجاد حسین' نے ۱۸۷۷ء میں لکھنؤ سے جاری کیا تھا۔ اس اخبار میں سیاسی خبریں بھی ظریفانہ انداز میں پیش کی جاتی تھیں۔ یہ اخبار مغربی تہذیب کا مخالف اور ہندو مسلم اتحاد کا علمبردار تھا۔
- ۱۹۰۳ء میں مولوی سراج الدین احمد نے کرم آباد سے **'زمیندار'** نامی اُردو اخبار جاری کیا جس کی ادارت ۱۹۰۸ء سے ان کے فرزند مولوی ظفر علی خاں نے سنبھالی اور اسے کرم آباد سے لاہور منتقل کردیا۔ یہ اُردو زبان میں ہندوستانی اخبار تھا۔ اس اخبار نے مسلمانوں میں بیداری اور سیاسی شعور کی تربیت میں کلیدی کردار نبھایا۔
- ۱۹۱۲ء میں مولانا ابوالکلام آزاد نے کلکتہ سے ہفت روزہ **'الہلال'** نامی اخبار جاری کیا۔ یہ اُردو زبان کا پہلا باتصویر سیاسی اخبار تھا جو ٹائپ میں چھپتا تھا۔ اس میں سیاست کے علاوہ معاشیات، نفسیات، تاریخ، جغرافیہ، ادب اور حالاتِ حاضرہ پر مضامین شائع ہوتے تھے۔ اس کی مقبولیت سے گھبرا کر انگریزوں نے اسے بند کردیا۔

➢ **درج بالا معلومات کو پڑھ کر اس سے متعلق پانچ سوالات بنائیے۔**